کہین شیون ہی اہل ماتم کا
آرزو تہا امیدوارون کی
تنگ زخم سینہ ریشان ہی
حسرت آلودہ آہ تہا یہہ کہین
کشش اوسکی ہی ایک آہو پا
کو من محروم وصل یہان سی گیا
کام مین اپنی عشق یکتا ہی
جسکی ہو التفات اوسکی نصیب
ایسی تقریب ڈہونڈ لاتا ہی
ایک جا ایک جوان رعنا تہا
عشق رکہتا تہا چاقی اوسکی گرم
شوق تہا اوسکو صورت خوش سی
تہہ طرحدار آپ بہی لیکن
کوئی ترکیب گر نظر آتی
دیکہتا گر وہ کوئی خوش پرکار
زلف ہوتی کسو کی گر برہم
دیکہتا گر کہین وہ چشم سیاہ
سر مین تہا شور شوق مین تہا
الغرض وہ جوان خوش اسلوب
ایکدن بیکلی سی گبہرایا
کسو گل پاس وہ صنم ٹہرا
نہ تسلی ہوا دل بیتاب
دلکی وحشت سی بی توقع ہو

کہین بلوہ سہی جان پہ غم کا
ورد مسندی جگر فگارون کی
تنگ یاس مہر کیشان ہی
شوق کی ایک نگاہ تہا یہ کہین
ڈوبا عاشق تو یار بہی ڈوبا
کرندیار اوسکا پہر جہان سی گیا
یہان یہہ نیرنگ ساز یکتا ہی
ہی وہ مہمان چند روز غریب
کہ وہ ناچارگی سی جاتا ہی
لالہ رخسار و سرو بالا تہا
دل وہ رکہتا تہا موم سی بہی نرم
انس رکہتا تہا وضع دلکش سی
رہ نہ سکتا تہا اچہی صورت بن
صورت حال اور ہو جاتی
رہتا خمیازہ کش ہی لیل و نہار
دیکہتی اوسکی حال تہا ور ہم
دلسی بی اختیار کرتا آہ
عشق ہی اوسکی آب و گل مین تہا
ناشکیبا رہی تہا بے محبوب
سیر کرنی کو باغ مین آیا
کہین سبزہ مین ایک دم ٹہرا
نہ تہا چشم تر سی خون ناب
بیر شجر کی تلی بہت سا رو

دیکھ گلشن کو ناامید اٹھ
دل کی رکھنی کا اوسکو ایک سم تھا
ناگہ ایک کوچہ مین گذار ہوا
ایک غرفہ مین ایک مہ پارہ
پڑگئی اوس پہ ایک نظر اوسکی
تھی نظر یا کہ جیسکی آفت تھی
ہوش جاتا رہا نگاہ کی ساتھ
بیقراری نی کج ادائی کی
مونہہ جو اوسکی طرف سی اوسکا پھرا
وہ لو رکھتی نہ تھی خیال اوسکا
جھاڑ دامن کی تمکین وہ مہ پارہ
وہ گئی اوسکی سر بلا آئی
دل پہ کرنی لگا طپیدن ناز
ہاتھ جانی لگا گریبان تک
طبع نی ایک جنون کیا پیدا
شورش دل نی جی مین جا کر کی
بستر خاک پر گرا وہ نزار
خاطر افگار خار خار ہوئی
اوسکی مونہہ پر پڑی تھی جو کہ نگاہ
خو ہوئی نالۂ حزین کی ساتھ
ہونٹ سوکھی تو خون ناب ملا
خلق اوسکی ہوئی تماشائی
کچھ کہا گر کسو نی شفقت سی

رو کیا اوسنی جانب خاطر
راہ چلنی مین حال درہم تھا
آفت تازہ سی دوچار ہوا
تھی طرف اوسکی گرم نظارہ
پھر نہ آئی اوسی خبر اوسکی
وہ نظر ہی وداع طاقت تھی
صبر رخصت ہوا ایک آہ کی ساتھ
تاب طاقت نی بیوفائی کی
مضطرب ہو کی خاک پر یہ گرا
ہوئی بیطرح کو کہ حال اوسکا
اوٹھہ گئی سامنی سی یکبارہ
خاک مین مل گئی وہ رعنائی
رنگ چہرہ سی کرچلا پرواز
چاک کی پہلی پاؤن دامان تک
اشک نی رنگ خون کیا پیدا
داغ نی آ جگر کو آتش دی
درد کا گھر ہوا دل بیمار
جان تمناکش نگار ہوئی
ناامیدی کی ساتھ تھی سر راہ
رابطہ آہ آتشین کی ساتھ
خواب و خورد دونو کو جواب ملا
پھر نہ وہ دیکھنی کبھی آئی
رو دیا اوسنی ایک حسرت سی

جا کی اوسکی قریب در بیٹھا   قصد مرنی کا اپنی کر بیٹھا
دل نی سمجھا کی اضطراب کیا   شوق نی کام کو خراب کیا
بسکہ سمجھی تھی اوسکو دیوانہ   رسم کرنی تھی آشنا یا نہ
عاشق اوسکو کسو کا جان گئی   اور بیرا اس ادا سی مان گئی
کیونکہ باہم معاش تھی اونکی   ایک جا بود و باش تھی اونکی
وارث اوسکی بھی بدگمان ہوئی   درپی دشمنی جان ہوئی
مشورت کی کہ مار بھی ڈالین   دفعتاً اس بلا کی شین ٹالین
پھر یہہ ٹھہری کہ ہونگی ہم بدنام   سنکر آخر کہین گی خاص و عام
کیا گنہ تھا کہ یہہ جوان مارا   کسنی مارا اسی کہان مارا
ہوی یہ خون خفتہ کر بیدار   کہینچی ہوی خفت بسیار
کہینچی ایک ڈھب سی اوسکو تنگ   تا نہ عائد ہو اپنی جانب ننگ
تہمت خبط رکہنی اوسکی سر   کہینچی سنگسار اوسکو پہر
دی کی دیوانہ اوس جوانکو قرار   ہو گئی ساری درپی آزار
کی اشارت کہ کو دکان شہر   آئی لبریز غصہ و پر قہر
ایک نی سختی سی کی تنگ کیا   ایک نی آ کی زیر سنگ کیا
ایک نی ابتدا ملامت کی   ایک نی انتہا قیامت کی
ایک آیا تو ہاتھ مین شمشیر   ایک بولا کہ اب ہی کیا تاخیر
ایک اوسی تیر سی ڈراتا تھا   ایک برچھی کی تئین دکہاتا تھا
ایک کہنی لگا کہ ای بی ننگ   زندگی کا ہی یہہ بھی کوئی ڈہنگ
گرچہ ہنگامہ اوسکی سر پر تھا   لیک روی دل اوسکا اودہر تھا
محو تھا اوسکی یہہ خیال کی بیچ   تھا گرفتار اپنی حال کی بیچ
ہونٹہ پر حسن کا بیان اوسکا   بسر تھا اور سنگ استان اوسکا
ایکدم سرد آہ بہر اوٹھتا   نالہ گرم کا پہرا اوٹھتا

جی مین کہتا کہ آہ مشکل ہی
اوس طرف ایک نگاہ مشکل ہی

دوست کو میری نام سی ہی ننگ
دشمنون سی ہی جی پہ عرصہ تنگ

چشم تر سی لہو بہا کر تا
صبح کو باد سی کہا کرتا

کاہی نسیم سحر یہہ اوس سی کہو
مست تغافل کر اور غافل ہو

ان بلاؤن مین کوئی کیونکہ جئی
جان پر آ بنی ہی یہہ تیری سی

جو ہی سو دشمنی مین ہی سرگرم
تو بہی اگر تو چشم کو کر گرم

جان دون تیری واسطی سو تو
آنکہہ اوٹہا کر نہ دیکہی مجکو کبہو

رفتہ رفتہ ہوا ہون سودائی
دور پہنچی ہی میری رسوائی

نام کو بہی تیری بجا نا آہ
تجہسی کیونکر سخن کی نکلی راہ

نا امیدانہ گر کرون ہون نگاہ
دیکہتا ہون ہزار روز سیاہ

سخت مشکل ہی سخت ہی بیداد
ایک مین خونگرفتہ سو جلاد

کوئی مشفق نہین جو ہوئی شفیق
بیکسی بن نہین ہی کوئی رفیق

نالہ ہوتا ہی گہ گہی دل جو
گریہ آنسو نسی پونچہتا ہی رو

آہ جو ہمدمی سی کرتی ہی
اتنو وہ بہی کمی سی کرتی ہی

چشم رکہتا ہی وصل کی یہہ دل
جی ہی اسکا اسیر آب و گل

ورنہ ترکیب یہہ کہان ہوتی
صورت معنی ایک تہان ہوتی

اب شہرتا نہین ہی پای ثبات
ایک مین اور یہہ ہزار تصدیعات

سنگ باران سی سخت ہون دل تنگ
شیشۂ دل نہین ہی پارہ سنگ

محرم ایک جز نگاہ پیش نہین
کم ہی سینہ مین جا کہ ریش نہین

کیونکہ کہیے کہ تو نہین آگاہ
ایک قیامت بپا ہی یہان سر راہ

بس تغافل ہوا ترحم کر
گوش دل جانب تکلم کر

کون سنتا ہی رہ نہ محو ناز
بہرہ اتنا کہ جی سی جاوی نیاز

کچہ چہپا تو نہین رہا یہ راز
ایک جہان اس سی ہی سخن پرداز

ان بلاؤن پر اوسنی صبر کیا
اوسطرف کا نہ تکنا چھوڑا
اور یہ ماجرا ہوا مشہور
دیکھ کر اوسکو بیحضور و بی خواب
ہو ہنسیا اوسکی چہرہ رنگ خون ہنین
ہی لگا اوسکی جسطرف مائل
جب ہوا ذکر اقل و اکثر مین
عشق بی پردہ جب فسانہ ہوا
گہر مین جا بہر رفع رسوائی
یہان سی یہ غیرت مہ تابان
شب محافہ مین اوسکو کر کی سوار
پار دریا کی جلد رخصت کی
گہر تہا ایک آشنا کا مد نگاہ
ہوئی جب اس بلا سی خاطر جمع
گہر سی باہر محافہ جو نکلا
طپش دل سی ہو کی یہ آگاہ
وہانکی رہنی سی اوسکو کام نہ تہا
جس سی جیکو کمال ہو الفت
جنبش اوسکی پلک کو گر وہان ہو
وہان اگر پا درن مین لگی ہی خار
وہان اگر ہو شکست کا واباب
بار کو دہ دچشم اگر ہو وی
چاک دامن ہی وہان بہی زینت

اختیار اپنی جی پر جبر کیا
اوسکی اندوہ سی نہ مونہہ موڑا
شور رسوائی کا ہی پہنچا دور
جانا ہر ایک نی عاشق بی تاب
عشق ہی اوسکو یہ جنون مین
اوسطرف کو گیا ہی اوسکا دل
سچاہ ثابت ہوئی اوسی گہر مین
مضطرب کتخدائی خانہ ہوا
بیٹہ کر مشورت یہ ٹہرائی
جا کی چندی رہی کہین پنہان
ساتہہ دی ایک دایۂ غدار
اسطرح فکر رفع تہمت کی
وہان ہو روپوش تا یہ غیرت ماہ
نور افزائی خانہ ہو چون شمع
اوس جوان کی ہی پاس ہو نکلا
ہو لیا اوسکی ساتہہ پہر ہمراہ
وہ گلی اوسکا کچہہ مقام نہ تہا
دل سی دل کو درست ہو نسبت
دل مین یہان ایک کاوش نہانی
دل سی یہان سر نکالی ہو جو آہ
یہان رگ جان کو سی پیچ و تاب
چشم عاشق لہو مین تر ہو وی
یہان اگر یہان ہی چاک گل صفت

دہان دہن تنگ یہان ہی دل تنگی
عشق اور حسن مین ہی یک رنگی

دست افشان وہ پای کوبان یہ
تہا محافہ کی ساتہہ گرم سیرہ

قطرہ زن آہ و اشک راہ تمام
درپی دوست تہا پی آرام

ہر قدم تہا زبان پہ یہ جاری
خواب ہی یا کہ ہی یہ بیداری

ہمرہی اوسکی تہی بسبب
ہی مجہی بخت وا ثر کونسی عجیب

شوق مفرط نی یہ بہی کی ہی سنت
ناشکیبی نی دل سی باندہا رخت

رفتہ رفتہ سخن ہوی نالی
اذر نی لاگی جگر کی پرکالی

اضطراب دلی نی زور کیا
اوسکی بی اختیار شور کیا

دل کی غم کو زبان پر لایا
آفت تازہ جان پر لایا

کای جفا پیشہ و تغافل کیش
ایک نظر سی زیان نہین کچہ بیش

مونہ چہپایا ہی تو نی اسپر بہی
ایک نظر التفات اید ہر بہی

میر کس کس بلا پہ کر گذرون
چارہ اوس بن نہین کہ مر گذرون

منزل وصل دور ہین کم پا
تجہکو اس مرتبہ مین استغنا

ہی تو نزدیک دل سی ای طناز
لیک تجہ تک سفر ہی دور و دراز

ناز نی یک نفس نہ رخصت دی
آئینہ نی تجہی نہ فرصت دی

تو لو تو وہان زلف کو بنایا کی
جان میان پیچ و تاب کہایا کی

تجہکو تہی اپنی خال و رخ پہ نگاہ
دل میرا مبتلا تہی داغ سیاہ

بستر خواب پر تجہی آرام
مجہکو خمیازہ کہینچنی سی کام

تجہکو مد نظر تہی اپنی چال
مین ستم کا ہوا ہون کیا پامال

دہان لب لعل تیری خندان تہی
یہان فشردہ جگر مین دندان تہی

ناز و خوبی نی دل دیا نہ تجہی
رحم سی آشنا کیا نہ تجہی

اب تغافل نہ کر تلطف کر
حال پر میری تک توجہ کر

گوش زد دایہ کی ہوا یہ سخن
تہی وہ اوستاد کار حیلہ فن

یاس اوسکو بلا تسلی کی
وعدہ وصل کی تشفی کی

کاہی ستمدیدہ غم دوری
ہوچکا اب زمان مہجوری

زار نالی نکر شکیبا ہو
عشق کا راز تا نہ افشا ہو

دل قوی رکہ نہ جیکو کاہش دی
چل کوئی دم کو زاد خواہش دی

سخت دل تنگ تہی یہہ غیرت ماہ
قطع تجہ بن نہوسکی تہی راہ

گرچہ یہہ حسن اتفاق سی ہی
اوسکی بہی جذب اشتیاق سی ہی

تیزی آنی سی دل کشادہ ہوا
نشۂ دوستی زیادہ ہوا

بزم عشرت کرینگی باہم ساز
ہو جیو اپنی دوست کا دمساز

دیکر اوسکو فریب ساتہہ لیا
دل عاشق کو اپنی ہاتہہ لیا

لیک در پردہ اوسنی یہہ ٹہانی
آکیہُی اس سی خصمتی ٹہانی

یہہ تو دلبستہ محبت تہا
سخت وارفتہ محبت تہا

وقت نزدیک تہا جو آپہنچا
تا سر آب بابپا پہنچا

آب کیا کہ سمجہو تہا ذخار
تند و مواج و تیرہ و تہ دار

موج کا ہر کنارہ طوفان پر
تاری چشمک حباب عمان پر

ہمکنار بلا ہر ایک گرداب
لجۂ سطوہ بخش تیر استجاب

گذر موج جب نہ تب دیکہا
ساحل اوسکا نہ خشک لب دیکہا

کشتی ایک آن کر ہوئی موجود
ہو فلک سی ہلال جیسی نمود

کی کنارہ پر لاکی استادہ
تہا صحافہ رکوب آمادہ

اوس سفینہ پہ جلد آپہنچا
یہہ بہی وہان ساتہہ ہی لگا پہنچا

بیچ دریا کی دایہ نی جا کر
لعنتش اوس گل کی اوسکو کہلا

پہینکی پانی کی سطح پر یکبار
اور بولی کہ اے جگر افگار

حیف تیری نگار کی پاپوش
موج دریا سی ہوئی ہم آغوش

غیرت عشق ہی تو لا اوسکو
چھوڑ رستہ یون برہنہ پا اوسکو

ادھر طرف اوسکی تھین او تیرگی
اوس نواحی کا سیر کرتا ہی

پاؤن اوسکی جو ہین ہنگار آلود
خلتی ہی ہو وین کی غبار آلود

جس کف پا کو رنگ گل ہو بار
مصطفی ہی کہ خار سی ہو فگار

اونپہ گرمی گل سی ہون جو پری
آبلہ جسم کو سیاہ کرہی

یہ روا ہی تو اپنی حال پہ رو
سعنت ناموس عشق کو ست کھو

جی اگر تہا عزیز ای ناکام
کیون عبث عشق کو کیا بدنام

سنکی یہ حرف دایۂ مکار
دل سی اوسکی گیا شکیب و قرار

بی خبر کار عشق کی رہ سی
جست کی اوسنی اپنی جاگہ سی

تہا سفینہ مین یا کہ دریا مین
موج زنجیر ہو گئی پا مین

کھینچ گیا قعر کو وہ گوہر ناب
تھی کشش عشق کی نکر تہ آب

کہتی ہین ڈوبتی او چھلتی ہین
لیکن ایسی کہان نکلتی ہین

یون جو ڈوبی کہین تو جا نکلی
غرق دریای عشق کیا نکلی

عشق نی آہ کھو دیا اوسکو
آخر اخر ڈبو دیا اوسکو

جب کہ دریا مین ڈوب کر وہ جوان
کھو گیا گوہر گرامی جان

دایہ حیلہ گر ہوئی دلشاد
وہان سی کشتی چلی برنگ باد

خار خارہ دلی سی فارغ ہو
لیگئی پار اوس گل نو کو

یہ نہ سمجھی کہ عشق آفت ہی
فتنہ سازی مین ایک قیامت ہی

خالی ہو کیون نہ عاشق بیدل
کام سی اپنی یہ نہین غافل

وصل جیتی نہو میسر گر
لادی معشوق کو یہ تربت پر

میانسی عشاق اگر گئی ناشاد
خاک خوبان بھی اون نی دی برباد

قصہ کوتاہ بعد یک ہفتہ
آگئی وہ رشک مہ زخود رفتہ

کہنی لاگی کہ اب تو ای دایہ
ہو گیا غرق وہ فرومایہ

اٹھو وہ ننگ درمیانسی گیا
آرزومند اس جہانسی گیا

تھی جو ہنگامی اوسکی حد سی زیاد ساتھ اوسکی گئی وہ شور و فساد
شور و فتنہ تھی اوس تلک ساری اتنو بدنامیان نہین باری
مجکو گہر مین نہین ہی اب آرام دلکو شام و سحر ہی رنج تمام
دل تڑپتا ہی متصل میرا مرغ بسمل ہی یا کہ دل میرا
وحشت طبع روز افزون ہی حال جیکا میری دگرگون ہی
بی دماغی کمال ہوتی ہی جان جی کا وبال ہوتی ہی
دل کوئی دم مین خون ہو دیگا آج کل مین جنون ہو ویگا
مصلحت ہی کہ مجکو لی چل گہر ایک دو دم رہین گی دریا پر
گاہ باشد کہ دل میرا وا ہو ورنہ کیا جانئے کہ پہر کیا ہو
دایہ بولی کہ ای سراپا ناز حسن کا دریہ تمہری آوی نیاز
اتنو فتنہ کو مین سلایا ہی اوس بلاکی تئین اوٹھایا ہی
کون مانع ہی گہر کی چلنی کا سد رہ کون ہی نکلنی کا
ہیچو محافہ مین دل خوشی سی ہوا او شاد و شادان کر آپ سی تو گذار
دل سی اپنی پدر کا غم کم کر مادر مہربان کو خرم کر
کر ملاقات ہمدمون سی تو گرم بازی ہو محرمونسی تو
یہ نہ سوچی کہ بد بلا ہی عشق گہات مین اپنی لگ رہا ہی عشق
جس کسی کو پیار رکھتا ہی عاقبت اوسکو مار رکھتا ہی
جذب سی اپنی جب کری ہی کلام عاشق مردہ سی بہ لی ہی کام
صبح گاہان وہ غیرت خورشید اوس جگہہ سی سوال ہوی نومید
حد سی افزون جو بیقرار ہوئی دایہ کشتی مین لی سوار ہوئی
پہنچی نصف النہار دریا پر رو گئی بی اختیار دریا پر
حرف زن یون ہوئی کہ ای دایہ یہان گرا تہا کہان وہ کم مایہ
موج سی تہا کدہر کو ہم آغوش تہا تلاطم سی کسطرف ہمدوش

تجھکو آیا نظر کہان آکر
مجھکو دیجے نشان اوس جا کا
ہون مین نا آشنای سیر آب
لیکیا لطف کسکو کہتی ہین
ہی میسر کہان یہ سیر مجبور
گھر مین گرچہ دایہ تھی کامل
یہ نہ سمجھی کہ ہی فریب عشق
بیچ دریا کی جا کہا یہ حرف
یہان وہ دو با حباب کی مانند
سنتی یہ کہان کہان کرکی
موج ہر یک کمند شوق تھی آہ
دام گسترہ عشق تھا تہ آب
حسن موجو تھین یون نظر آوی
تھین وہ اوسکی حنائی انگشتان
سر بہ سجدم کہ آب ہوکی بہا
کشش عشق آخر اوس مہ کو
کر دی غواص اور آشنا ساری
کھینچ کر کوفتہ سب ہوئی بیتاب
جا بہم آغوش مردہ یار ہوئی
پاک کی زندگی کی آلایش
سر پٹکتی جو گھر گئی دایہ
اب و تم ما و رہ برادر سب
دار و دستہ تمام اوس کل کا

پھر چوڑو با تو کسطرف جا کر
مین بھی دیکھون عروس دریا کا
نا شناسائی موج اور گرداب
گھر مین ہم نام سنتی تھی ہین
اتفاقا ہین اس طرح کی امور
لیک تہ سی سخن کی تھی غافل
ہی یہ نہ پارہ ناشکیب عشق
یہان ہوا تھا وہ ماجرای شگرف
کچھ نہ تھا پھر سراب کی مانند
گر پڑی قصد ترک جان کرکی
لپٹی اوسکو بہ رنگ مار سیاہ
جسکی حلقی تمام تھی گرداب
نور مہتاب جیسی لہراوی
غیرت افزای پنجۂ مرجان
سطح پانی کا آئینہ سا رہا
لی گئی کھینچتی ہوئی تہ کو
تا بمقدور دست و پا ماری
نہ لگا ہاتھ وہ دُر نایاب
تہ مین دریا کی ہمکنار رہو گئی
ہو گئی دست و بغل کی آسایش
آفت ایک اور لی گئی دایہ
خاک افشان جو آتا نالہ بلب
ترک کر آئینہ تحمل کا

سوئی دریا روان ہوئی گریان — آتش غم سی دل جگر بریان
خلق یکجا ہوئی کنارہ پر — حشر برپا ہوئی کنارہ پر
دام داروں سی سبنی کام لیا — آخر اونکو اسیر دام کیا
نکلی باہر تلی سوئی نکلی — دونو دست و بغل ہوئی نکلی
ربط چسپان بہم ہویدا تہا — مر گئی تب بہی شوق پیدا تہا
ایک کا ہاتہ ایک کی بالین — ایک کی لب کو ایک سی تسکین
جو نظر اونکو آن کرتی تہی — ایک قالب گمان کرتی تہی
مل رہی تہی وہ دونو وصلی وار — بعد مرگ سی جدا ہوئی دشوار
کیون نہ دشوار ہوئی اونکا فصل — جان دی دی ہوا ہو جنکا وصل
حیرت کار عشق سی مردم — شکل تصویر آپ مین تہی گم
میر اب شاعری کو کر موقوف — عشق ہی ایک فتنہ معروف
قدرت اپنی جہان دکہاتا ہی — اس سی جو تو کہی سو آتا ہی
کتنی طاقت تیری زبانین ہی — کتنی وسعت تیری بیانین ہی
لب پہ اب مہر خامشی بہتر — یہان سخن کی فراموشی بہتر

فصل تیسری ذکر مین غزلیات و قطعات و رباعیات کی

غزل امیر خسرو دہلوی

زحال مسکین مکن تغافل درای نینان بنائی بتیان — جو تاب ہجران ندارم ای جان نہ لیہو کاہی لگائی چہتیان
شبان ہجران دراز چون زلف و روز وصلش چو عمر کوتاہ — سکہی پیا کو جو مین نہ دیکہون تو کیسی کاٹون اندہیری رتیان
چو ذرہ حیران چو شمع سوزان ز مہر آن ماہ شدیم آخر — کسی پڑی ہی جو جا سناوی پیاری پیو کو ہماری بتیان
یکایک از دل دو چشم جادو بصد فریبم ببرد تسکین — نہ نیند نینان نہ انگ چینا نہ آپ آوی نہ بہیجی پتیان
بحق آنمہ بروز محشر کہ داد مارا فریب خسرو — سپہی ہی من کی دورائی راکہون جو جا پاون پیا کی کہتیان

غزل ولی

دل لگایا ہی اس بلا کا جہرا اتنا مشکل — عشق کا زخم لگا اسکا سلانا مشکل

حسن بھی دام بلا زلف ہین دو کالی ناگ	جسکی تلین ناگ ڈسے اوسکا جلانا مشکل
آتش عشق نے بہتونکا کیا خانہ خراب	آگ دریا کو لگی اوسکا بجھانا مشکل
عمر جو یاد مین گذری سو غنیمت سمجھو	سو گیا عیش مین پھر اوسکا جگانا مشکل
راز مخفی ولی ظاہر نہ کسو سے کرنا	ہاتھ سے بات گئی اوسکا پھرانا مشکل

غزل آبرو

تمہارا دل اگر ہمسے بھرا ہے	تو بہتر ہے ہمارا بھی خدا ہے
ہوی ہو اسقدر بیزار ہمسے	کہو ہمنے تمہارا کیا کیا ہے
ہماری کچھ نہین تقصیر لیکن	سبھی تمکو کہین گے بیوفا ہے
وہ احمق سب سے کہا ہی جنبی تمسے	ملو جس سے تمہارا دل ملا ہے
عبث لی دل کرو مت آبرو کو	مسافر ہی شکستہ ہی گدا ہے

غزل خواجہ میر درد

قتل عاشق کسی معشوق سے کچھ دور نہ تھا	پر ترے عہد سے آگی تو یہ دستور نہ تھا
رات مجلس مین تیری حسنکی شعلہ کے حضور	شمع کے منہ پہ جو دیکھا تو کہین نور نہ تھا
ذکر میرا ہی وہ کرتا تھا صریحا لیکن	مینی پوچھا تو کہا خیر یہ مذکور نہ تھا
باوجودیکہ پروبال نہ تھی آدم کے	وہان پہ پہنچا کہ فرشتہ کا بھی مقدور نہ تھا
درد کی ملنے سے ای یار برا کیون مانا	اوسکو کچھ اور سوا دید کی منظور نہ تھا

غزل میر تقی میر

غم رہا جب تک کہ دم مین دم رہا	دل کے جانیکا نہایت غم رہا
حسن تھا اوسکا بہت عالم فریب	خط کے آنے پر بھی اک عالم رہا
دل نہ پہنچا گوشۂ داماں تلک	قطرۂ خون تھا مژہ پر جم رہا
اوسکے لب سے تلخ ہم سنتے رہے	آب حیوان اپنے حق مین سم رہا
میرے رونے کی حقیقت جسمین تھی	ایک مدت تک وہ کاغذ نم رہا
خیمۂ لیلیٰ کو سنتے ہین سیاہ	اوسمین مجنونکا سدا ماتم رہا

میرے رونی پر جو اوسنی ہنس دیا
برق چمکی ابر باران تھم رہا
صبح گذرے شام ہونی آئی میر
تو نہ چونکا دل نہایت کم رہا

غزل شاہ حاتم

سو اوسکی قدسی گر دعوی کری گلشن میں آج
چیر ڈالی فاختہ اتہ بانشہیر سی آج
خال دانہ زلف دام ابرو کمان مژگان تیر
دل ہما سا ہم ابکہاتا ہی شکار اتش سی آج
زلف و چشم و خال و خط چارون ہین شمشیر کج
حق کہی ایمان سلامت ایہو کفر و شر سی آج
ہاتہ سست کہینچ ای جنون تجکو میری سر کی
ایک جیب تک ہی رہی تار گریبان سری آج
رات دن جاری ہی عالم مین میرا فیض سخن
گو کہ ہون محتاج پر حاتم ہون دل میری سی آج

غزل مرزا مظہر جانجان

اوس گل کا پہنچتا ہی مجہی خط صبا کی ہاتہ
اسواسطی لکہا ہی چمن مین ہوا کی ہاتہ
برگ حنا اوپر لکہوا حوال دل میرا
شاید کبہی تو جا لگی اوس دلربا کی ہاتہ
آزاد ہو رہا ہون دو عالم کی قید سی
سینا لگا ہی جیب ستی تجہ بیوفا کی تلی تجہ
ڈرتا ہون میرزائی تیری دیکہ سحر
سورج کی ہاتہ جوڑ رہی ہی پنکہا میکی
مظہر چہپا کی رکہہ دل نازک اپنی غمزن
یہ شیشہ پہنچتا ہی کسی میرزا کی ہاتہ

غزل شاہ نصیر

دل کہین میرا گرفتار ہوا چاہتا ہی
پہر مجہی عشق کا آزار ہوا چاہتا ہی
وہ تو پردی سی نکلتا نہین پر دل
جسکا تو طالب دیدار ہوا چاہتا ہی
دیکہ لینی دو مجہی اوسکو یا رو
بند اب روزن دیوار ہوا چاہتا ہی
روز گل کہاتا ہون فرقت سی تیری سینا
سینہ اب تختۂ گلزار ہوا چاہتا ہی
رات سب وصل کی خشکی مین کٹی ہای نصیر
دن جدائی کا نمودار ہوا چاہتا ہی

غزل سودا

ناوک تیری نی صید نہ چہوڑا زمانی مین
تڑپی ہی مرغ قبلہ نما آشیانی مین
کیونکر نہ چاک چاک گریبان دل کرون
دیکہو ہون تیری زلف کا مین دست شانی مین

ای مرغ دل سمجھ کی تو چشم طمع کو بہر دل
ورنہ سنا جو دام سو دیکھی کا واسی مین

بلبل ہین کی نہین پیچ کیا قد کو چھوڑ کر ان
تیر مرا دبہی بہی نہ تہا ما نشانے مین

جیسا کہ تجھی ہی ایک مجھی جسی مین کئی
یا ورنہ نہین تو دیکھ لی آئینہ خانے مین

سودا خدا کی واسطی کر قصہ مختصر
اپنی تو نیند اڑ گئی تیری فسانے مین

غزل شاہ قدرت الٰہ

کس کی تقدیر کی یہ بحث خاطر مایوس ہی
جو شرر دل سی اوٹھی سو جلوہ طاؤس ہی

حسن کو اپنی ہوا دار دنی سی کوشش ہی تمام
ہر طپش یہان شمع کی برق فانوس ہی

ایک ہی ہر جا کی کر سمجھو تو ہین گے سب الاپ
گر صدای بانگ ہی یا نغمۂ ناقوس ہی

کل ہوس اسطرح سی غیب تھی تھی مجھی
خوب ملک روس ہی اور سرزمین طوس ہی

گر میسر ہو تو عشرت سی کٹی یہ زندگی
اسطرف آواز طبل اودہر صدائی کوس ہی

صبح سی تا شام چلتا ہوئی گلگونکا دور
شب ہوئی تو ماہرویونسی کنار و بوس ہی

سنتی ہی عبرت سی یہ بولی ایک ناگہ غنچہ گل
چل دکہاؤن تو جو قید آز کا محبوس ہی

لیگئی یکبارگی گور غریبانکی طرف
جس جگہ جان تمنا سو طرح مایوس ہی

مرقدین دو تین بتلا کر لگی کہنی مجھی
یہ سکندر ہی یہ دارا سی یہ کیکاوس ہی

یہ تو انسی کر جاتہ حشمت دنیا سی آج
کچھ بہی اونکی ساتہ غیر از حسرت و افسوس ہی

کل تو قدرت پاس ہی غم کرتی تہی سب بیا
آج رہین جام می یہ خرقۂ سالوس ہی

غزل غلام ہمدانی مصحفی

باعث گرمی تیری عارض جو گلشن بیچ ہی
آتش گل پہ صبا پیش سی دامن ماری

کیا غضب ہی جو تو غرفہ مین کہولی بال ہی
نور نظارہ تیرا دیدۂ روزن ماری

ہی خوشحال او تہونکا جو تیری کوچی مین
خاک بندی کو ملی تیغ بہی یہان آتش ماری

دشمن و دوست کو الفت نے تیری ایک کیا
ہاتہ پر ہاتہ نہ کیون شیخ و برہمن ماری

تیری آنکہین نہین دو رہزن نا کہون کی اگر
قافلی لوٹ لی سیکڑون رہزن ماری

ہم تیری واسطی ای غیرت لیلی ابتک
قیس کی طرح پہرین تی بن بن ماری

مصحفی کام تیرا ضبط سے اب گذرا
اک تلک غم میں کسیکی کوئی تن من ماری

غزل میر محمدی بیدار

کیون یہان بازار خوبی مین تیرا ہم سنگ ہی
حسن کے میر آئینہ تیری فہرد مہ پا سنگ ہی

سر ہے آنکھون کا تیری جو کوئی بیمار ہو
ایک ہی ہل او سکی تئین رکھنا قدم فرسنگ ہی

مین وہ ہون دیوانہ سرخیل ارباب جنون
ہاتھ مین جسکے رہی ہر طفل کے تیری سنگ ہی

جائی تکیہ عاشق بیچارہ کو وقت آرام
زیر سر کوچہ مین تیری خشت ہی یا سنگ ہی

سیہ صدا گر گرہ کرتی ہی آسیا بہر طعام
مشت گندم کی لئی جاتی پہ تیری سنگ ہی

شیخ کی مسجد مین جانا کام کیا بیدار کا
سجدہ مین اپنی صنم کی آستانکا سنگ ہی

غزل خواجہ تحسین

کس مزہ کی رنگ سے بن ٹھن آتی ہے بہار
حسن کو اپنی عجب سج سے دکھاتی ہے بہار

چاندنی ہی سبزہ ہے اور بادہ گلرنگ ہے
گر نہین ساقی تو کس کافر کو بھاتی ہے بہار

مہتابی کی مزہ مین جیسے وہ آتا نہین
ہائے اوسکی ہجر مین کیا معنی جتاتی ہے بہار

چھوٹتی چمکتی جھلملاتی چاندنی
چاندنی کی رنگ مین کیا دل لبھاتی ہے بہار

واہ واہ تحسین بہشت یہ معہود ہوا ہو زمین
جو وہ گلرخ پاس نہین کس کو خوش آتی ہے بہار

غزل شاہ عالم بادشاہ

عاجز ہون تیری ہاتھ سے کیا کام کرون مین
گر چاک گریبان تجھی بدنام کرون مین

ہی دور جہانین مجھی سب شکوہ تجھی سی
کیون کچھ گلہ گردش ایام کرون مین

آدمی جو تصرف مین ہی میری میکدہ ساقی
ایکدم مین خمونکی خمین انعام کرون مین

حیران ہون تیری ہجر مین کس طرح سی پیدا
شب کو زکوا و صبح کی تئین شام کرون مین

جھکو شہ عالم کیا وس رب نی نکوہ گر
اللہ کا شکر اسکا انعام کرون مین

غزل نواب آصف الدولہ

جو جلوہ صنم تجھمین ہم دیکھتی ہین
خدائی خدائی مین کم دیکھتی ہین

تو جلدی سی آ ورنہ میری مسیحا
کوئی دم مین راہ عدم دیکھتی ہین

گذرتی ہین سو سو خیال اپنی دلمین
اسیکا جو نقش قدم دیکھتی ہین
بہت جھوٹی وعدی کئی تو نی ہسی
بھلا ہم تو تیری قسم دیکھتی ہین
بتونکی گلی مین شب و روز آصف
تماشہ خدائی کا ہم دیکھتی ہین

غزل رضی

فندق پہ تیری دیکھیے کس شانکی سرخی
پہنچی نہ جسی پنجۂ مرجان کی سرخی
تعریف دہنکی کرون یا لب کی نزاکت
مسی کی ادا دیکھ کہون یا پانکی سرخی
الماس نظر آتی ہین یاقوت کی مانند
پڑتی ہی کرن پھول پہ جب کانکی سرخی
قاتل مجھی ڈر ہی کوئی پہچان نہ لیوی
ہے ڈال ذرا گوشۂ دامان کی سرخی
سنتی یہ غزل جیسی تازہ رضی ہی
دکھلاؤن تمہین صاف گلستانکی سرخی

غزل نواب محبت خان

ہو تیر شر و تمنی دہن کیا کروی ابرو کی کمانیان
نی جون شہد و شکر کس کس مزہ سی کیا بیان
رکھتی مین پان اور مسی کا شوق ست
وہ لبان لب چیپ سرخی وہ لبونکی لالیان
صاف کھل جاتی ہی ادب سے ہا ران لبونکی
جب نظر آیا ہین وہ انگڑائیان متوالیان
یہ نہیں مسی قمر سر پہ تیری فدا کرتی نثار
آسمان لایا ہی بھر کر سیم و زر کی تھالیان
اب دکھادی چاند سا مکھڑا کہ خوشی ہو سبا
ہن تیری ذلفونکی شستی ہین پہر آتی کالیان

غزل محمد میر تخلص سوز

برق طپیدہ یا شرر جہیدہ ہون
غیر تنگ بین مین ہون غرض از خود رمیدہ ہون
عنقا ہون وہ ہما ہون وگر ہون مسیح و خضر
آبادی جہان سی عزلت گزیدہ ہون
از اشک خواہ جیسی آگی پلکون مین
بچھڑا ہون کاروان سی مسافر بریدہ ہون
حیرت کن بہار نہ منت کش خزان
مانند سرو دہرسی دامن کشیدہ ہون
پہلو نشین کی غم سی جگر مین ہین خارخار
مانند گل کی بسمل در خون طپیدہ ہون
ہان سوز میری شعر ہی شیرین تو کیون نہو
تو جانتا نہین لب و لب مکیدہ ہون

غزل قلندر بخش جرأت

بلائین ہاتہون کی میری جو لین تمہاری رات — بلائین ہا تو کی لیتا رہا مین ساری رات

پڑی ہی تڑپتی مین بستر پہ آ مین بہر بہر کے — جو یاد آتی ہی صورت پیاری پیاری رات

پلک سے راتہہ جہپکتی تہی دل دہڑکتا تہا — کسی کے وعدہ پہ حالت تہی یہ ہماری رات

تری مریض پہ کیا جانی کیا ہوا تا صبح — کہ لوگ کرتی تہی گرد اوسکی اشکباری رات

یہ ہای اب تو وہ صحبت نہین ہی خواب بہی — اسی خیال مین ہم جاگتی ہین ساری رات

شب فراق کٹی کس طرح سی ای جرأت — یہ رات وہ ہی کہ کہتی ہین جسکو بہاری رات

غزل سید غلام حسن متخلص بحسن

یہ کیا عشق آفت اوٹہانے لگا — میری دل کو مجہسی چہڑانے لگا

ملا میری دلبر کو مجہسی خدا — نہین تو میرا دل ٹہکانے لگا

فلک نے تو ایسا ہنسایا نہ تہا — کہ جسکی عوض اب رولانے لگا

نہین مجہکو دشمن سی شکوہ حسن — میرا دوست مجہکو ستانے لگا

غزل شیخ امام بخش ناسخ

چشم جانان اور ہی چشم غزالان اور ہی — وضع انسان اور ہی ترکیب حیوان اور ہی

گلستان اوسکی نہین اس سی نگہہ کو جا کہان — ماہ تابان اور ہی رخسار تابان اور ہی

سیر مقتل مست سمجہ گلگشت اسی نازک مزاج — باغ و بستان اور ہی گنج شہیدان اور ہی

ہی میسر وہ دیکہین جو میسر ہی نہو — کوی جانان اور ہی گلزار رضوان اور ہی

ایک یوسف وہان کہ اتہا یہان گرتی ہین لاکہون — چاہ کنعان اور ہی چاہ زنخدان اور ہی

برق اسپر ہنستی ہی روتا ہی وہ اسپر ایک جہان — ابر باران اور ہی چشم گریان اور ہی

خاک جنت مین لگی گا بعد مردن دل — ناز غلمان اور ہی انداز انسان اور ہی

اسمین ہی فراغ فراق ای صبح اوسمین آفتاب — یہ گریبان اور ہی تیر اگریبان اور ہی

دلسی ہی کاوش اسی تلوون سی ای دلکو — خار مژگان اور ہی خار مغیلان اور ہی

جانور اوسسی ہی عاشق اسپر عاشق آدمی — سرو بستان اور ہی سرو خرامان اور ہی

ہوتی ہین خون اسکی دیکہی سی تو اوسکی — جسم عریان اور ہی شمشیر عریان اور ہی

گرچہ دو نو ناک پر غلطان ہین لیکن فرق ہی — سنبلستا اور ہی زلف پریشان اور ہی

ناتراشیدہ ہی وہ اور یہ ہی سانچی مین ڈہلا — شاخ مرجان اور ہی دست حسینا اور ہی

باعث ایمان ہی یہ وہ غارتگر ایمان ہی یہ — نظم قرآن اور ہی رخسار خوبان اور ہی

فرق ہی شاہ وگدا مین قول شاعر ہی یہی — شیر قالین اور ہی شیر نیستان اور ہی

غزل خواجہ حیدر علی آتش

اوبستا چہرا ای دست ہوس تا قاتل کی دامن کا — سنبہل سکتا نہین اب دوش حسن اپنی ہی جوبن کا

غضب ہی جانکو پہلو مین ہونا دشمن کا — محل خوف ہی ہمسایہ قصاب و برہمن کا

جو ہویا ساتہ ہی قاتل تو خنجر درمیان رکہکر — ہماری اوسکی پردہ رہگیا دیوار آہن کا

ہی گلرنگ سی جہلکی جو سرخی پانکی اوسمین — گلوئی یار ہر عالم ہوا شیشہ کی گردن کا

بہار ایک دل کی داغون نی دکہائی عشق قاتل کو — دہان زخم سینہ بن گیا دروازہ گلشن کا

اندہیرے مین جو ذرہ کر کے سمجہی وہ خورشید لیتا — شب تاریک مین ہاتہ آیا مضمون روشندان کا

سمجہتی تہی نہ ہم استاد رانداز ای جنون تجہکو — گریبان سی تعلق ہوگیا موقوف دامن کا

در فردوس پر رضوان سے رخصت کون لیتا ہی — سمجہتا ہون مین یکسان پہاندنا دیوار گلشن کا

گیا ایک آن مین شیخ قضا نی ساتہ دلبر کے — گمان ہی رہگیا دشمن کو آتش اپنی جوشن کا

غزل انشاء اللہ خان

جگر کی آگ بجہی جس سی جلد وہ شی لا — لگا نہ دیر تو مین ساقی صراحی مے لا

قدم کو ہاتہ لگاتا ہون اوٹہہ کہین گہر چل — خدا کی واسطی اتنی تو پاؤن مت پہیلا

نکل کی وادی وحشت سی دیکہہ ای مجنون — کہ شور دہوم سی آتا ہی ناقۂ لیلا

گہلی جو ہاتہ سی فرہاد کی کہین تیشہ — درون کوہ سی نکلی صدای واویلا

نزاکت اوسکی بدن کی کہون کیا انشا — نسیم صبح جو چہو جائی رنگ ہو میلا

غزل فدوی

دل شہر تمکین سے صبح و شام پڑا — یا الٰہی یہ کس سی کام پڑا

کیونہ نہ ہووے تو نام عاشق کا — اب تو موسے مین یہ سب کی نام پڑا

قابل بندگی نہین تو نہین
کب گلی آکے یہ غلام پڑا

یار ایسا نہ پاویگا فدوی
دیکھ لینا گر اوسکو کام پڑا

غزل رند

تردد کیون ہوئی جو مین آیا تو کیا ہوا
کچھ درد دل جو تجھکو سنایا تو کیا ہوا

چھوڑینگی ہم نہ دامن دولت کو شکل اشک
تمنی نظر سی ہمکو گرایا تو کیا ہوا

احوال پرسی آنکی کس روز تمنی کی
تمنی یہ حال اپنا بنایا تو کیا ہوا

ہمکو جنون سی جو تہا سلسلہ سو ہی
منت کا اوسنی طوق پہرایا تو کیا ہوا

اللہ رے لگی داغکو روشن رکھی صبا
تو نے چراغ گور بجہایا تو کیا ہوا

یکسان ہی دلکی آمد و شد ہجر یار مین
آیا تو کیا ہوا جو نہ آیا تو کیا ہوا

ای رند سنگدل ہی نہین رحم یار کو
لو آج زہر تمنی بہی کہایا تو کیا ہوا

غزل نظام الدین ممنون

تا عدم ہی شور اپنی آہ کی تاثیر کا
ہی سویدا ای دل عنقا ہدف اس تیر کا

گلشن اقبال تک میرو نکی کب پہنچی نظر
سبزہ پژمردہ نہین دیکہا کبہی شمشیر کا

جو نظر آتی ہی صورت وہ ہی معنی سی بہری
اس زمانہ مین مرقع ہی جہان تصویر کا

خاک پیرا کر پہری کہنی لگا وہ پر غرور
معتقد ہون جذبہ الفت کے مین تاثیر کا

غزل سراج الدین علی سراج

خبر تحیر عشق سن نہ جنون رہا نہ پری رہی
نہ وہ می رہی نہ تو تو رہا جو رہی سو بیخبری رہی

چلی سمت غیب سی اک ہوا کہ چمن سرور کا جل گیا
مگر ایک شاخ نہال غم جسے دل کہین سو ہری رہی

شہ بیخودی نے عطا کیا مجھی اب لباس برہنگی
نہ خرد کی بخیہ گری رہی نہ جنون کی پردہ دری رہی

عجب اک گھڑی تھی کہ جس گھڑی کیا درس نسخۂ عشق کو
کہ کتاب عقل کی طاق مین جو دھری تھی سو وہ دھری رہی

نظر تغافل یار کا گلہ کس زبان سی بیان کرون
کہ شراب صد قدح آرزو خم دل مین تھی سو بھری رہی

ترا جوش حیرت عشق کا اثر اسقدر سی عیان ہوا
نہ تو آئینے مین جلا رہی نہ پری مین جلوہ گری رہی

کیا خاک آتش عشق نے دل بینوای سراج کو
نہ خطر رہا نہ حذر رہا جو رہی سو بیخطری رہی

غزل انعام الله خان یقین

دیکھی جو میری یار کی صورت / پھر نہ دیکھی بہار کی صورت

جب سے آیا ہے اوسکی رخ پر خط / ہے عجب آہ دل فگار کی صورت

برق دیکھی ہو جسنی وہ جانے / مجھ دل بیقرار کی صورت

پاکنا شب کا تم چھپاؤ لاکھ / نہیں چھپتی خمار کی صورت

رنگ گل سے یقین زیادہ ہے / تیری اس گلعذار کی صورت

غزل کرامت علی شہیدی

اوسکی گیسوی زمین پر [illegible] ٹوٹ پڑا / پاک [illegible] تھا میری تار رگ تو ٹوٹ پڑا

دھوناتھی پھرتے ہی گھبرای ہوی ہمت / کوہ گوش [illegible] اب جو ٹوٹ پڑا

لاکھوں زنبور سیہ مست ہوئی جب نقش / صحن گلشن میں جو پھیلی تیری بو ٹوٹ پڑا

ٹوٹ پڑنا تیری قدموں پہ اوسی لازم تھا / گل پہ ای رشک چمن کیا نہیں تو ٹوٹ پڑا

وہ پری پہنی تھی کل رات طلسمات کا [illegible] / ہینی بھولی سی لیا اوسکو تجھہ [illegible] ٹوٹ پڑا

صبح تک خواب پرا شہر میں کانٹی کی لیے / برات زاہد کا کوئی میں جو سبو ٹوٹ پڑا

دن رہائی کی قریب آئی شہیدی [illegible] / خود بخود آج سرا طوق گلو ٹوٹ پڑا

غزل گنج

چال نکلی کس قیامت کی خدا یار سی / رفتہ رفتہ حشر برپا ہو گیا رفتار سی

بال آتی ہیں نظر یون ابروی خمدار سی / اسطرح جو ہر دکھائی دیتی ہیں تلوار سی

سو نکلیں پائیگا اگر تیری شمیم زلف کو / بیٹھ پکڑی آئیگا نافہ ابھی تاتار سی

کرکی ابرو کا اشارہ رنج سی کہتی ہیں وہ / ذوالفقار ہمکو ملی ہی حیدر کرار سی

غزل نظیر

نکل پڑا ایک بت پری روشن الی سیج [illegible] / جو عمر دیکھو تو دس برس کی پہ قہر آفت غضب بلا کا

جو گھر سی نکلی تو یہ قیامت کہ چلتی چلتی قدم قدم [illegible] / کسی کو گھر کی کسی کو چھڑکی [illegible] کا

جو شکل دیکھو تو بھولی بھالی جو بات سنی تو [illegible] / پہ دل [illegible] کہ سرو پا [illegible] تمام ہی کوئی نقا

نظر پڑے جا ری سرکٹ جا بدن کی صورت چھپا لی ہو کر | جو دیکھ لیتا ہی وہ ستمگر تو باری پہرتی ہی ہی چہرا کا

غزل نصیر الدین حیدر متخلص بہ بادشاہ

یہ کس مست کی انکھیں آرزو ہی | کہ ساقی لئی جام عنبر سبو ہی
سمایا ہی جبسی تو نظروں مین میری | جدہر دیکھتا ہون ادہر تو ہی تو ہی
نکل جاوی دم تیری قدمون تلی او پر | یہی دلکی حسرت یہی آرزو ہی
اگر ایکی یاری شب وصل ہو لا | چہری اور مرغ سحر کا گلو ہی
رہی سایۂ پنجتن بادشاہ پر | خداوند عالم نگہبان تو ہی

غزل بہادر شاہ متخلص بہ ظفر

آیا نہ اگر نامہ و پیغام کسی کا | آخر ہی کوئی روز مین یہان کام کسی کا
دین جان تو ہم غیر کو دو بوسہ ستم ہی | لیجائی کوئی اور ہوا نام کسی کا
اوس چشم کی گردش سی ہو دل کیونکہ سلامت | گر چھوڑتی ہی کب گردش ایام کسیکا
وہ کرتے ہین آرام سدا غیر کی گہر مین | کیا کام اونہین غارت ہو یہان کام کسیکا
جو ہی وہ میری نام سی نہ چھڑ عشق مین آگاہ | بدنام ظفر ہو نہ غرض نام کسی کا

غزل میر حسن خلیق

مرغان قفس کرتی ہین سب نغمہ سرائی | کیا فصل بہار کی چمن سی خبر آئی
عاشق کو جو نرگس نی کہین انکہ دکہائی | کر چاک گریبان نسیم سحر آئی
اوس یار کی ملنی کی جو امید ہمین تہی | کینہ [illegible] گئی پہول قضا تو کدہر آئی
جس گہر مین ہم رہتی تہی اوس سی ہم اوکہڑ | خالی جو مکان دیکہا میری چشم بہر آئی
ایسا ہی کوئی رسوا ہوا ہوگا جہان مین | آفت جو خلیق جگر افگار پر آئی

غزل فراق

چمن کو یہ جانان سی صدا آتی ہی | نار کرتی ہوئی جو باد صبا آتی ہی
کون بہرتا ہی دم سرد جو راتو نکو مدام | ٹھنڈی ٹھنڈی تیری کوچی کی ہوا آتی ہی
کس کو مین دست حنائی کا ہون زخمی یارب | جو جراک زخم پہ پہر بوی حنا آتی ہی

التجا یار کی رکتا ہی سر شام سی لیکر / رات کیا آتی ہی ایک سر پہ بلا آتی ہی
صبح کس طرح سی ہوگی شب تاریک فراق / نہ تو نیند آتی ہی مجھکو نہ قضا آتی ہے

غزل ہدایت

ہین خط القدیر سی تحریر سب پیشانیان / پیش آتی ہین وہی باتین جو ہین شایان ما
غیر کی باتین جو کچھ کہین تونی وہ سب نیان / اور ہم سی تیری کا ہی لا لہ یہ نافرمانیان
دیکھ صورت کو تیری آئینہ سا مین ہگیا / چشم تہی حیرت زدہ چون دیدۂ قربانیان
بی نصیبی نسی نہ پوچھی منزل مقصود کو / خاک راہ دشت صحرا ہم نی کیا کیا چھانیان
کھینچ سکتا ہی مصور یہ کوئی ناز و ادا / مانی و بہزاد نی بہی تیری آنکہین مانیان
گاہ گریان گاہ نالان گاہ خندان گہ خموش / ہم دلیوانو کی ہین باتین سب سی کچھ دیوانیان
میری ہی سر کی قسم مجکو ہدایت سچ بتا / کس سی سیکھی چشم تیری یہ گہر افشانیان

غزل ابراہیم ذوق

مزی جو موت کی عاشق بیان کبھو کرتی / مسیح و خضر بھی مرنی کی آرزو کرتی
غرض تھی کیا تیری تیرونکو آپ پیکان سی / اگر زیارت دل کیونکہ بی وضو کرتی
اگر یہ جانتی چن چن کی ہمکو توڑینگی / تو گل کبھو نہ تمنائی رنگ و بو کرتی
نہ رہتی یوسف کنعان کی خوبی بازار / مقابلی مین جو ہم تجکو روبرو کرتی
یقین ہی صبح قیامت کو بھی صبوحی کش / اوٹھین کی خواب سی ساقی سبو سبو کرتی
سراغ عمر گزشتہ کا کیجئی گر ذوق / تمام عمر گذر جائی جستجو کرتی

غزل مرزا اسد اللہ خان غالب

مدت ہوئی ہی یار کو مہمان کئی ہوئی / جوش قدح سی بزم چراغان کئی ہوئی
کرتا ہون جمع پھر جگر لخت لخت کو / عرصہ ہوا ہی دعوت مژگان کئی ہوئی
پھر جی مین ہی کہ در پہ کسی کی پڑی رہین / سر زیر بار منت دربان کئی ہوئی
پھر پرسش جراحت دل کو چلا ہی عشق / سامان صد ہزار نمکدان کئی ہوئی
پھر وضع احتیاط سی رکنی لگا ہی دم / برسون ہوئی ہین چاک گریبان کئی ہوئی

پھر گرم نالہ ہائے شرر بار ہے نفس
مدت ہوئی ہے سیر چراغاں کیے ہوئے

پھر بھر رہا ہوں خامۂ مژگاں بخون دل
ساز چمن طرازی داماں کیے ہوئے

باہم دگر ہوئے ہیں دل و دیدہ پھر رقیب
نظارہ و خیال کا ساماں کیے ہوئے

دل پھر طواف کوئے ملامت کو جائے ہے
پندار کا صنم کدہ ویراں کیے ہوئے

پھر شوق کر رہا ہے خریدار کی طلب
عرض متاع عقل و دل و جاں کیے ہوئے

جی ڈھونڈتا ہے پھر وہی فرصت کہ رات دن
بیٹھے رہیں تصور جاناں کیے ہوئے

غالب ہمیں نہ چھیڑ کہ پھر جوش اشک سے
بیٹھے ہیں ہم تہیۂ طوفاں کیے ہوئے

غزل معروف

ڈبا دیا مجھے اس چشم تر کو کیا کوسوں
جلا دیا مجھے سوز جگر کو کیا کوسوں

جو نہیں بغل سے مری سفت لے گیا
بغل ہی گرم نہ کی سفت بر کو کیا کوسوں

کبھی تھا مجھ سے کہ سو کوس روز چلتا ہوں
گیا تو مر ہی گیا نامہ بر کو کیا کوسوں

شب وصال کی ہوتی ہے چاک جیب گیا
طرب کو کر دیا ماتم سحر کو کیا کوسوں

نہ آنکھ بھر کبھی اوس مہوش کو دیکھ سکا
وفور اشک و قصور نظر کو کیا کوسوں

دیا ہے اپنے سے ظالم کو اوسنے دل معروف
اب اور اوس بت بیداد گر کو کیا کوسوں

غزل زکی

نہیں تاب کہ دیکھوں جمال صنم مجھے اپنی جو الفت کی قسم
مجھے حسن کی جلوہ گری کی قسم مجھے عشق کی پردہ دری کی قسم

پڑی عاشق زار ہزار یہاں مجھے دیکھنے آئی ہے خلق
کوئی دیکھتا ہے مجھے ساتھ ہے خستہ جانی مجھے شیشہ گری کی قسم

نہ تو قاصد یار رہیں نہ بچیں ابھی پیتا خیال ہے یار نہیں
ابھی ہوش کی اپنی خبر ہی نہیں مجھے ہی عالم بیخبری کی قسم

شب وصل کی ہوئی صبح عیاں کہ تڑپنے لگا دل سوختگان
میری دیدۂ تر ہوئی شعلہ فشاں مجھے اس شغف سحری کی قسم

نہ کر استیاز کی تو جگر کو لہو کہ نہ شوق سخن ہے نہ ذوق ہنر
تیری شعر سے آتی ہے تن کی بو تجھے تیری ہی ہمہ گیری کی قسم

غزل شہید

نہ ہوگا مجھ سا دنیا میں کوئی ناکام سو سو کوس
اگر مطلب ہے بھاگے ہی سنکے میرا نام سو سو کوس

ہماری شکل سے بیزار ہیں اب یار کہ ہمدم
بلاتے تھے ہمیں جو بھیجکر پیغام سو سو کوس

مبارک ہو تمہین ای ہم صفیرو سیر گلشن کی
نکالا آسمان نی مجھکو ہی کوچہ سی جانان کی
مریض عشق کی اپنی خبر لے جلد ای ظالم
نہ ایکدن خضر بھی آگی میری رہنمائی کی
غضب ہی حال سی اپنی نہیں واقف [illegible]

ہماری راہ مین پہیلی ہوئی ہین دام سو سو کو
ہوا اسقدر ناتوان غم کو ہر ہر گام سو سو کوس
ہوئی ہین دور اوس سی طاقت و آرام سو سو کوس
بھٹکتا ہی رہا مین صبح سی تا شام سو سو کوس
شہید اب جسکی خاطر سی ہوئی بدنام سو سو کوس

غزل خان

آگی سجادہ نشین قیس ہوا میری بعد
نہیں رکتا سر ہر خار کو ای دشت جنون
اسلئی کرتا ہون مین چاک کفن کو اپنی
جیتی جی قدر بشر کی نہین ہوتی پیاری
جا لگی کہدیوی کوی خان کی زبانی اتنا

نہ رہی دشت مین خالی کوئی جا میری بعد
شاید آجاوی کوئی آبلہ پا میری بعد
کون کہولیگا میری بند قبا میری بعد
یاد آویگی تجہی میری وفا میری بعد
اب نہین آتی ہو پہر آوگی کیا میری بعد

غزل حسرت

کل جو پہنچی تیری آواز میری کانکی بیچ
سخت ہی خوف مجہی لگا خدا خیر کری
ای ای فصل خزان سیر نہ دیکھا گل کو
رو رو ایک شاخ پہ گل بیٹھی ہوئی بلبل نالان

آگی سنتی ہی بس جان میری جانکی بیچ
آگ بہڑکی ہی اسی سینہ سوزانکی بیچ
اور ہی رنگ ہوا باغ کا ایک آنکہی بیچ
حسرت اس شعر کو پڑہتی تہی گلستان کی بیچ

غزل آباد

سیلاب اشک سی نہ فقط ہر مکان گرا
احسان میری سر پہ کیا میری ضعف نی
یہ اوٹہ سکا دہان سی ہمارا نہ جسم زار
بلبل ہون ایسی گلشن نازک بہار کا
غمزی سی تیری مجھکو دلائی سی [illegible]
سر سبز کیا ہون نظر وسی اوس گلکی بار [illegible]

اگر وہ نہین غل ہی کہ اب آسمان گرا
کوئی صنم مین آنکی مین ناتوان گرا
مانند اشک چشم زمین پر جہان گرا
موج نسیم گل سی میرا آشیان گرا
بجلی نہ میری ولیہ تو ای نوجوان گرا
مین زرد ہو کی صورت برگ خزان گرا

اباد قصر جسم کی مٹی خراب ہے
ہرگز نہ بن سکیگا یہ جسد م مکان گرا

غزل کاظم بیک جوان

دیکھنے داغ عشق لین فکر لئے دیوان کیا
ہمنے وہ خورشید تابان مطلع دیوان کیا

سوز نے سینے مین اوسکا جنے ابراہیم ہے
آتش نمرود لالہ دونا فرمان کیا

کشتۂ اوسکی تیغ کا ہون جسپہ اسمعیل نے
جان کر عید ایکو سو قسمی قربان کیا

گرمی بازار حسن اوسکی مہ کنعان نے دیکھ
سودا جان کر بیعانہ نقد جان کیا

کوئی سمجھکوئی دیوانہ کوئی مجذوب ہی
عشق نے اوسکی یہ رنگ عالم امکان کیا

خون بہا دلکا یہی اس چشم گوہر بار نے
پنجۂ مژگان کو رشک پنجۂ مرجان کیا

ای جوان تو عندلیب گلشن تو ہیچ ہے
کیون یہ رنگ گل گریبان چاک تا دامان کیا

غزل مومن خان مومن

وہ جو ہم مین تم مین قرار تھا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
وہی وعدہ یعنی نباہ کا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ جو لطف مجھپہ تھا بیشتر وہ کرم کہ تھا مری حال پر
مجھی سب ہے یاد ذرا ذرا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ نئی گلی وہ شکایتین وہ مزے مزے کی حکایتین
وہ ہر ایک بات پہ روٹھنا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کبھی ہم مین تم مین بھی چاہ تھی کبھی ہم سے تم سے بھی راہ تھی
نہ بیان شوق کا بر ملا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

ہوئی اتفاق سے گر بہم تو وفا جتانیکو دم بدم
گلۂ ملامت اقربا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کوئی بات ایسی اگر ہوئی کہ تمہارے جیکو بری لگی
تو بیان سی پہلی ہی بہولنا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

سنو ذکر ہی کئی سال کا کہ کیا ایک آپنی وعدہ تھا
سو وفا کا اوسکی تو ذکر کیا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کہا مینی بات وہ کوٹھی کی مری دل سے صاف اوتر گئی
تو کہا کہ جانی مری بلا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ بگڑنا وصل کی رات کا وہ نہ ماننا کسی بات کا
وہ نہین نہین کی ہر آن ادا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

جسی آپ گنتی تھی آشنا جسی آپ کہتی تھی باوفا
مین وہی ہون مومن مبتلا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

غزل مرزا محمدی ہوش

تو نو عنادی مکاسہ جو کبہا نے مجکو
روش سرو چمن پہر نہ خوش آئی مجھکو

دل مرا سینہ مین جون برق چمک سے تڑپا
کسنی یاد اوسکی تبسم کی دلائی مجھکو